سوال

(66) دوران جماعت نمازیوں کو سلام کہنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا دوران جماعت نمازیوں کو سلام کہنا ضروری ہے جبکہ ایسا کرنے سے خشوع بھی متاثر ہوتا ہے ۔ ہمارے ہاں کچھ ساتھی جب جماعت کھڑی ہوتی ہے تو باآواز بلند سلام کہتے ہیں کچھ نمازی کہتے ہیں کہ جماعت کھڑی ہو تو سلام نہیں کہنا اور نہ ہی اس کا جواب دینا چاہیے ؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس مسئلے کی وضاحت فرمائیں ۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

دوران نماز انسان کو ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جو نماز کا حصہ نہیں ہے اور نہ ہی باہر سے آنے والے کو کوئی ایسا کام کرنے کی اجازت ہے جس سے نمازی حضرات کا خشوع متاثر ہو، لیکن بعض کام ایسے ہیں جو نماز کا حصہ نہ ہونے کے باوجود بھی دوران نماز کئے جا سکتے ہیں کیونکہ شریعت نے ان کی اجازت دی ہے، اس طرح کچھ کام ایسے ہیں کہ باہر سے آنے والا انہیں سر انجام دے سکتا ہے، اگرچہ اس سے کسی حد تک نمازی کا خشوع متاثر ہوتا ہے ۔ ان میں سلام کا کہنا اور اس کا مخصوص انداز سے جواب دینا بھی ہے واضح رہے کہ نماز سے متعلقہ احکام کی تکمیل کئی ایک مراحل میں ہوتی ہے ۔ چنانچہ پہلے دوران نماز باہر سے آنے والوں کو سلام کہنے اور نمازیوں کو اس کا جواب دینے کی اجازت تھی، لیکن بعد میں اس اجازت کو ختم کر دیا گیا، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ رہے ہوتے تو ہم آپ کو سلام کہتے اور آپ اس کا دوران نماز جواب بھی دیتے تھے لیکن حبشہ کے فرمانروا حضرت نجاشی کے پاس سے واپس مدینہ آئے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حسب معمول دوران نماز سلام کہا لیکن آپ نے اس کا جواب نہ دیا میرے دل میں اس سے متعلق طرح طرح کے خیالات آنے لگے ۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو میں نے اس کے متعلق آپ سے دریافت کیا ۔ آپ نے فرمایا : ''نماز میں مصروفیت ہوتی ہے ۔'' [صحیح مسلم، المساجد : ۱۲۰۱]

ایک روایت میں ہے کہ جب میں نے آپ کو سلام کہا تو آپ نے میری طرف اشارہ فرمایا ۔ [صحیح مسلم : ۱۲۰۵]

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دوران نماز سلام کہا جا سکتا ہے لیکن ایسا کرنا ضروری نہیں ہے کہ اگر نہ کہا جائے تو کسی فرض کا تارک قرار پائے، اس لئے باہر سے آنے والے کو چاہیے کہ اگر وہ سلام کہنا چاہتا ہے تو باآواز بلند سلام ''پھینکنے'' کی بجائے نہایت شائستگی اور آہستگی سے سلام کہے ۔ نماز میں مصروف انسان کے لئے اس کا جواب کہنا دو طرح سے جائز ہے ۔

1 ۔ نماز سے فراغت کے بعد زبان سے اس کا جواب دے دے، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کودوران نماز سلام کہا تو آپ نے فراغت کے بعد اس کا جواب دیا اور اس کے ساتھ ساتھ وضاحت بھی کر دی۔ [ابوداؤد، الصلوٰۃ : ۹۴۲]

دوران نماز اپنے ہاتھ کے اشارہ سے بھی جواب دیا جاسکتا ہے لیکن زبان سے کچھ نہیں کہنا چاہیے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ مسجد قبا تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے نماز پڑھی تو وہاں مقیم انصاری حضرات دوران نماز آپ کو سلام کرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ تھے، اس لیے میں نے ان سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سلام کا جواب کیسے دیتے تھے انہوں نے کہا آپ اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے۔ [ابن ماجہ، اقامۃ الصلوٰۃ : ۱۰۱۷]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے بھی یہی سوال کیا تھا تو انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ [جامع ترمذی، الصلوٰۃ : ۳۶۸]

جبکہ ابوداؤد میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ پھیلا کر وضاحت فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوران نماز اس طرح جواب دیتے تھے۔ [ابوداؤد، الصلوٰۃ : ۹۲۷]

دراصل شریعت بعض اوقات کسی انسان کی حسن نیت کے پیش نظر اس کے کسی عمل کو صرف جواز کی حد تک نہ کہ افضل ہونے کی حیثیت سے گوارا کر لیتی ہے۔ اس لئے ایسے اعمال کو مسنون ہونے کا درجہ نہیں دیا جاسکتا، جیسا کہ ایک آدمی نے دوران جماعت رکوع سے اٹھ کر بآواز بلند 'کلمات تحمید'' ادا کئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اخلاص کے پیش نظر اس کی تحسین فرمائی لیکن خود اس پر عمل نہیں کیا اور نہ ہی دوسروں کو یہ عمل بجالانے کی تلقین فرمائی، دوران جماعت سلام کہنا بھی اسی قبیل سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں کم از کم تین مرتبہ دوران نماز شامل ہوئے ہیں، لیکن آپ کا نمازیوں کو سلام کہنا کسی روایت سے ثابت نہیں ہے، اگر یہ افضل عمل ہوتا تو آپ اسے ضرور بجالاتے، اسی طرح اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے جواز کی حد تک برقرار رکھا ہے۔ پھر آپ کے جواب دینے کی جو صورتیں ہیں ان سے بھی اس کا افضل ہونا ثابت نہیں بلکہ صرف جواز ثابت ہوتا ہے۔ [واللہ اعلم]

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد: 2 صفحہ: 112